جناب ریاض الحسن نوری، ایم۔ اے　　قسط ۳

حکومت پرستی کا شرک

سب سے عظیم ظلم ہے!

آئین کی رُو سے پاکستان کے صدر اور وزیر اعظم کے لئے مُسلمان ہونا لازمی ہے اب ہمارے صدر اور وزیر اعظم کس درجے کے مسلمان ہیں اس پر روشنی ڈالنے کے لیے ہم کسی مولوی یا عالم دین کی نہیں بلکہ مغربی تعلیم حاصل کیے ہوئے پنجاب یونیورسٹی کے معروف پروفیسر اور اپنے شعبہ کے سابق سربراہ یعنی ڈاکٹر محمد باقر کے مضمون کو استعمال کریں گے جو ۲۱ مئی اور اس کے بعد نوائے وقت میں چھپتا رہا ہے، ڈاکٹر صاحب ۲۱ مئی کے مضمون میں یوں فرماتے ہیں :۔

"گویا ملت ابراہیم کو پہلے مسلمین کہا گیا اور پھر رسول اکرمؐ کے پیروؤں کو بھی اس خطاب سے نوازا گیا اور یہ خطاب اور اعزاز صرف اس لیے بخشا گیا کہ ان سب لوگوں نے مکمل طور پر خدا کے حضور میں تسلیم و رضا کو اپنا وطیرہ بنایا تاکہ سلامتی کی راہ پر چل سکیں۔"

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے "البقرہ" کی آیت ۱۱۲ کا ترجمہ دیا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ مُسلمان کا لغوی معنیٰ ہی یہ ہے کہ اللہ کے احکام کو تسلیم کرنا، مُسلمان اور تسلیم دونوں کا مادہ ایک ہے س ل م۔ اب جو خدا کے احکام کے مقابلہ میں اپنے احکام جاری کرتے ہیں جو احکام الٰہی کے خلاف ہوتے ہیں مثلاً اللہ تعالےٰ شراب اور قمار کو حرام کرتا ہے تو یہ لوگ اس کے پرمٹ یعنی اجازت نامے جاری کرتے ہیں تو ان کو کیا کہا جاتے اس کا فیصلہ ناظرین خود کر سکتے ہیں اس سلسلے میں قرآن کی مندرجہ

ذیل آیت بھی پیش نظر رہے۔

" ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون ۔ ۔ ۔ "

"کہ جو وحیِ منزلہ کے مطابق فیصلے نہ کریں پس وہی لوگ کافر ہیں، فاسق ہیں، ظالم ہیں"

ہم نے ڈاکٹر صاحب کا حوالہ اس لئے دیا ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ علماء ہی نہیں بلکہ مغربی طرز پر تعلیم یافتہ بھی کوئی شخص جو قرآن کی کچھ بھی شد بد رکھتا ہو وہ بھی یہی کہے گا کہ مسلمان کے معنے ہی یہ ہیں کہ احکام الہٰی کو تسلیم کیا جائے نہ کہ اس کے مخالف اپنے احکام جاری کیے جائیں۔

مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۷۵ء کے نوائے وقت میں ڈاکٹر باقر صاحب آئین کی دفعہ ۲۴۸ کا ترجمہ لکھ کر یوں فرماتے ہیں :-

" آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ کس قسم کا قانون یا آئین ہے جو حکومت کے اعلیٰ کارندوں پر لاگو ہی نہیں ہوتا۔ یہ آئین کہتا ہے :

"صدر اور گورنر کے عہدے پر بحال رہنے کی مدت میں اس کے خلاف کسی عدالت میں کسی قسم کی فوجداری کارروائی کی یا جاری رکھی نہیں جا سکتی"

(آئین شق ۲۴۸ (۲))

یہی وہ حالات ہیں جہاں پہنچ کر مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ اسلام کا رویہ اور انداز عمل کیا ہے ؟ تو اسے ایک ہی جواب ملتا ہے۔ (ترجمہ)

جو لوگ خدا اور رسول سے لڑتے پھرتے ہیں اور فساد پھیلانے کی غرض سے ملک میں دوڑتے پھرتے ہیں، انہیں مار ڈالنا چاہیئے یا سولی پر چڑھا دینا چاہیئے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف جانب سے کاٹے جائیں یا انھیں سرزمین سے بدر کر دیا جائے۔ (المائدہ ۳۳)

بدامنی سے اکثر مفسرین نے اس جگہ رہزنی اور ڈکیتی مراد لی ہے۔ لیکن اگر الفاظ کا عمومی مفہوم قبول کیا جائے تو مضمون زیادہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اس آیت کی جو شان نزول احادیث میں بیان ہوئی ہے وہ بھی اس کی مقتضی ہے کہ الفاظ کے عمومی مفہوم کو پیش نظر رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کرنا یا زمین میں فساد اور بدامنی پھیلانا دو ایسے جملے ہیں جن میں کفار کے حملے، ارتداد کا فتنہ، رہزنی،

ڈکیتی، قتل، مجرمانہ سازشیں سب داخل ہو سکتے ہیں اور ان میں سے ہر جرم ایسا ہے جس کا ارتکاب کرنے والا چار مذکورہ سزاؤں میں سے کسی نہ کسی کا مستوجب ٹھہرتا ہے۔ لیکن خیال رہے کہ اس عقوبت یا مجازات سے مستثنیٰ کوئی نہیں رکھا گیا یہاں تک کہ پیغمبر کے اقارب میں سے بھی کسی کو تحفظ یا پناہ نہیں دی گئی۔ اب اپنے آئین کی مستثنیات کو اس معیار پہ پرکھئے تو آپ پر واضح ہو جاتا ہے کہ نفاذ شریعت اسلامی کی ضرورت کیوں ہے۔ کیونکہ آپ جب تک اس شریعت کا نفاذ نہیں کریں گے آپ آسانی سے اور صحیح طور پر مسلمان ہونے اور مسلمان رہنے کے مواقع کو مسدود کر دیں گے۔

ملک میں ووٹوں کی اکثریت سے آئین و قانون سازی کا جو طریقہ رائج ہے یہ سراسر روح اسلام کے منافی ہے۔ آپ کے ہر فیصلہ کو آج شریعتِ اسلامی کی ترویج کے بعد چیلنج کیا جاسکتا ہے اور غالباً یہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے کہ بعض لوگ شریعتِ اسلامی کے نفاذ سے اور ترویج سے گھبراتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اگر شریعتِ اسلامی کا نفاذ ہوا تو وہ ایسا آئین نہیں بنا سکیں گے جس میں یہ بھی لکھا ہوا ہو کہ پاکستان کا سرکاری دین اسلام ہے (شق ۲) اور یہ بھی لکھا ہوا ہو کہ ریاست زنا، قمار بازی، فحش ادب اور منشیات کے استعمال کو رد کرے گی۔ (شق ۳۷) اور پھر اس مملکت اسلامیہ میں قمار بازی، زنا اور منشیات کے اڈوں کو باقاعدہ لائسنس دے کر اس کی ترویج و اشاعت بھی کی جائے۔ راقم نہ سیاستدان ہے نہ آئین ساز۔ لیکن اس مملکتِ اسلامیہ کے متعدد آئین پڑھ کر اکثر اس کے دل میں یہ حیرت پیدا ہوئی ہے کہ یہ کون سے مسلمان ہیں جو یکے بعد دیگرے ایسے آئین بناتے چلے جاتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ احکامِ الٰہی کو ووٹوں کی اکثریت سے قبول یا رد نہیں کیا جاسکتا۔ سورۂ احزاب کا مرکزی خیال یہی ہے کہ حکم ملنے کے بعد مومن اور مومنہ اس کی سرتابی نہیں کر سکتے۔ ان کے دل میں ایک سادہ سا سوال کیوں پیدا نہیں ہوتا کہ جب ہم مسلمان ہیں اور ہم پر احکامِ الٰہی کی اطاعت لازمی ہے تو ہم اس قسم کا جملہ آئین میں کیوں درج نہیں کرتے یا کراتے کہ آج سے اس ملک میں قانون کے وہ حصے ضرور اور اس طرح لاگو ہوں گے جو بڑی وضاحت سے احکامِ پروردگار

کی شکل میں موجود ہیں "

حالی تو پہلے ہی کہہ گئے ہیں پھر ڈاکٹر صاحب حیران کیوں ہوتے ہیں ؟

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

در اصل انگریزوں کی حکومت نے مسلمانوں میں بھی حکومت پرستی کے رجحان کو لوگوں کے دلوں میں اس طرح راسخ کر دیا کہ آج خود مسلمان کہلانے والی حکومت کھلم کھلا شراب و قمار کے اجازت نامے دے رہی ہے اور اس طرح سے حاکم اعلیٰ یعنی پروردگار سے بغاوت کی مرتکب ہو رہی ہے مگر لوگ اس کی طرف کما حقہٗ متوجہ نہیں ہوتے حکومت نے خدا کے قانون کو معطل کر کے اپنا قانون نافذ کر رکھا ہے۔

اسلامی قوانین نافذ کرنے کا طریقہ یہ نہیں کہ پہلے انگریز کے قوانین کو قبول کر کے نافذ کر دو پھر اسی کو قائم رکھنے کے لئے ٹال مٹول کرتے رہو، بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کو مثلاً نافذ کر دیا جائے اور پھر جو قوانین اس میں ایسے ہوں کہ صحیح طور سے قرآن و سُنّت کے مطابق نہ ہوں ان کو اسلامی مشاورتی کونسل کے ذریعہ قرآن و سُنّت کے مطابق کر دیا جائے۔

قال اللہ تعالیٰ: "وما ارسلناك الا رحمة للعالمین"

یعنی "اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے"

اسی وجہ سے جناب اقدس ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آئندہ پیش آنے والی تمام مشکلات اور مصیبتوں سے آگاہ فرما کر ان کا علاج بھی بتلا دیا ہے۔ مقدمہ دارمی کی حدیث نمبر ۲۱۷ کے مطابق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"ان اخوف ما اخاف علیکم الائمة المضلین "

یعنی مجھے تمہارے معاملے میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف ہے وہ گمراہ حکام اور لیڈر ہیں۔ اسی کے ساتھ والی روایت جو دارمی کے علاوہ المطالب العالیہ ج ۳ صفحہ ۲۲۱ پر بھی مروی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا

گیا کہ اس امت کے حالات کب تک اور کن وجوہ کی بنا پر درست رہیں گے تو آپ نے فرمایا: "جب تک حکام اور لیڈر درست رہیں گے" (ما استقامت الائمۃ)

دارمی کی روایت نمبر ۲۲۰ میں ہے حضرت عمرؓ نے پوچھا: "آپ کو معلوم ہے کہ اسلام کو کونسی چیز برباد کر دے گی؟" (ما یھدم الاسلام) راوی نے جواب دیا: مجھے معلوم نہیں، اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: "یھدمہ زلۃ العالم وجدال المنافق بالکتاب وحکم الائمۃ المضلین" یعنی اسلام کو علماء کی لغزش منافق کا قرآن لے کر بحث کرنا، اور گمراہ لیڈروں کی حکومت ڈھا دے گی۔

اسلام کی حقانیت اور حضورؐ کے آخری نبیؐ ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ ہمیں ہر آنے والی مشکل کا پتا بتا کر اس کا حل بھی سمجھا دیا گیا، اب اس پر عمل کرنا نہ کرنا ہمارا اپنا فعل ہے۔ اب دیکھیں عالم کا پھسلنا کیا ہے؟ یہی کہ وہ نفسیاتی اغراض کے لئے حکومت کی ہاں میں ہاں ملائے یا اپنی مسند کو قائم رکھنے کے لئے امت مسلمہ کو فروعی مسائل میں الجھا کر اس میں تفرقہ اور انتشار کے بیج بوئے۔

؎ پڑھے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی
جگر جس سے شق ہو وہ تقریر کرنی

"مختصر شعب الایمان" میں حضرت مالک بن دینارؒ سے مروی ہے کہ کوئی انسان جب عمل کرنے کی نیت سے علم دین پڑھتا ہے تو اس کی نرمی، خوش خلقی اور تواضع بڑھ جاتی ہے اور جو اسے عمل کرنے کے ارادے سے نہیں پڑھتا وہ خود پسند، متکبر اور سرکش بن جاتا ہے۔ رہا منافق تو اس کی پہچان کے لئے قرآن اور حدیث میں نشان دہی کر دی گئی ہے اور ابن قیمؒ کی کتاب "صفات المنافقین" ملاحظہ فرمائیں اس میں بھی منافقین ہی کا تعارف ہے۔

قرآنِ کریم سے یہ ثابت ہے کہ منافق ہی فساد پھیلاتے ہیں مگر سمجھ نہیں پاتے کہ وہ فساد پھیلا رہے ہیں۔

"قالوا إنما نحن مصلحون، الا انهم هم المفسدون ولكن لا يشعرون" (۲/۱۱)

کہ "جب ان منافقین کو اختلاف کے دور کرنے اور معاملات کو حل کرنے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آؤ وحی الٰہی کے مطابق فیصلہ کریں تو کنی کترانے لگتے ہیں"

مندرجہ ذیل آیت میں یہ بات واضح طور پر بیان کر دی گئی ہے اور یہ آئین سازی پر بھی پوری طرح منطبق ہوتی ہے کہ :

"وإذا قيل لهم : تعالوا إلى ما انزل الله و إلى الرسول رأيت المنافقين يصدّون عنك صدودا" ($\frac{4}{61}$)

امام ابن قیمؒ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں :

"ان حاكمتهم إلى صريح الوحي وجدتهم عنه نافرين و إن دعوتهم إلى حكم كتاب الله وسنة رسوله رأيتهم معرضين ، فلو شهدت حقائقهم لرأيت بينها وبين الهدى أمدا بعيدا"

یعنی اگر تم ان کو وحی کے محاکمہ کی طرف بلاؤ تو تم ان کو نفرت کرتے دیکھو گے، اور اگر اللہ کی کتاب اور سنّت کے حکم کی طرف دعوت دو تو ان کو اعراض کرتا دیکھو گے اگر ان کی ذاتی زندگیوں کو دیکھو گے تو معلوم ہو گا کہ ان کے اور کتاب وسنّت کی ہدایت کے درمیان عملی طور پر بہت ہی فاصلہ ہے ؛ (صفات المنافقین ص ۲۶)

اللہ تعالیٰ قرآن میں ان کی نشان دہی یوں فرماتا ہے :

"ولا يأتون الصلوة إلا وهم كسالى ولا ينفقون إلا وهم كارهون (۲/۵۴)

یعنی یہ لوگ نماز میں آتے ہیں تو سستی کے ساتھ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو کراہت کے ساتھ" اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتا ہے کہ مسجدوں کو وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو ؛

" إنما يعمر مساجد الله من آمن بالله واليوم الآخر"

سچے مسلمان ہمیشہ سے اس امر سے ڈرتے آئے ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا شمار کہیں منافقوں میں نہ ہو جائے مگر منافق کے قول و عمل میں بیّن فرق ہوتا ہے، منافقوں کے اعمال دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ خوفِ الٰہی سے خالی ہوتے ہیں۔ ابن قیمؒ نے صحیح بخاری کے حوالے سے ابن ابی ملیکہ کا یہ قول لکھا ہے آپ نے فرمایا : میں تیس اصحاب رسولؐ سے ملا ہوں، سب کے سب اس بات سے ڈرتے تھے کہ اللہ کے ہاں کہیں ان کا شمار منافقوں میں نہ ہوتا ہو" ؛ (صفات المنافقین ص ۳۶)

جہاں تک گمراہ حکام کا دنیا کو تباہ کرنے کا معاملہ ہے تو یہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے پچیس سال سے مسلمان قوم کا مرض دم بدم بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اور آئین بنانے والے یہی کہتے چلے آ رہے ہیں کہ قرآن وسنت کا نظام ضرور نافذ ہونا چاہیئے ، لیکن ذرا دم تو لینے دو۔ دس سال میں، سات سال میں، پانچ سال میں نافذ کر ہی دیا جائے گا۔ یہ تو ایسی ہی بات ہوئی کہ مریض کی حالت دن بدن خراب سے خراب تر ہو رہی ہو مگر گھر والے یہی کہے چلے جائیں کہ ابھی سے دوا دارو کا کیا فائدہ ! ذرا مریض کی حالت تو سنبھل جانے دو ، دوا دارو بھی کر لیں گے۔ انجکشن بھی لگ جائیگا ، ہسپتال میں بھی داخل کروا دینگے ابھی ذرا صبر کی ضرورت ہے۔ ایک سال ، پانچ سات سال کچھ تو صبر کرو۔ حقیقت میں حکومت کی خرابی ہی سب خرابیوں کی جڑ ہے۔ حکمران اچھے ہوں تو رعایا بھی اچھی ہوگی ، کیونکہ :

"الناس علی دین ملوکھم"
لوگ اپنے حکام کے نظریات کو اپناتے ہیں "
ہندی میں اس کو یوں کہا جاتا ہے :
"جیسا راج ویسی پرجا !"

قرآن وسنت کی پابندی صدر ، وزراء اور اسمبلی پر لازم ہے ، ورنہ یہ لوگ آئین کے باغی شمار ہوں گے ۔۔۔ !

آج کل صدر پاکستان سے لے کر اخبار کے صحافیوں اور عوام تک سب یہی پکار رہے ہیں کہ پاکستان کا آئین مستقل ہو اور مستقل آئین کی خلاف ورزی کرنے والے کو غدار کی سزا دی جائے۔ ہم اس مسئلہ کا ایک حل پیش کر رہے ہیں جو ان شاء اللہ ہر کلمہ گو کو منظور ہوگا بشرطیکہ وہ اپنے ایمان میں سچا ہو۔

قائداعظم اور مسلم لیگ کے لیڈروں کا بار بار اعلان :

نواب بہادر یار جنگ نے جو کل ہندوستانی ریاستوں کی مسلم لیگ کے صدر تھے ، دسمبر ۱۹۴۳ء میں کراچی کے آل انڈیا مسلم لیگ کے سیشن میں قائداعظم کی صدارت میں جو

تقریر ارشاد فرمائی تھی اور جس کو قائداعظم کی تائید حاصل تھی اس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔
آپ نے فرمایا:

"THE ACHIVEMENT OF PAKISTAN WILL NOT BE — DIFFICULT. YOUR QUAID-I-AZAM HAS PROCLAIMED MORE THAN ONCE THAT MUSLIMS HAVE NO RIGHT TO FRAME CONSTITUTION AND LAW OF ANYONE OF THEIR STATES. THE LAWS GOVERNING THE CONSTITUTION OF MUSLIMS ARE DEFINITELY LAID DOWN ON THE HOLY QURAN. THERE IS NO DENYING THE FACT THAT WE WANT PAKISTAN FOR THE QURANIC SYSTEM OF GOVERNMENT... ....ONLY THAT SYSTEM WILL SUIT US WHICH IS BASED ON THE QURAN AND THE TRADITIONS AND WHICH WILL PRODUCE TRUE MUSLIMS."

(MUSLIM LEAGUE DOCUMENTS-- EDITED BY SHARIFUDDIN PIRZADA VOL. II)

ترجمہ:
"پاکستان کو حاصل کرنا اتنا مشکل نہ ہوگا۔ آپ کے قائداعظم ایک سے زیادہ مرتبہ یہ اعلان کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کو اپنی کسی بھی ریاست کے لئے آئین یا قانون بنانے کا حق نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے آئین کو کنٹرول کرنے کے تمام قوانین یقینی طور پر قرآن میں موجود ہیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہم پاکستان اس لئے چاہتے ہیں کہ قرآنی نظامِ حکومت قائم کیا جا سکے۔

ہمیں وہی نظام راس آسکتا ہے جو قرآن و سنت پر مبنی ہو، اور سچے مسلمان پیدا کرے۔" (دیکھیے "فاؤنڈیشنز آف پاکستان مسلم لیگ ڈاکومینٹس"

مؤلفہ شریف الدین پیرزادہ ، جلد دوم ، صفحہ ۴۸۵ ، ۴۸۶)
مذکورہ بالا تقریر میں یہ چیلنج بھی کیا گیا کہ جو پاکستان ایسا نہ ہو ، وہ ہمیں درکار نہیں۔ بہادر یار جنگ مرحوم نے مؤقف میں مزید قوت پیدا کرنے کے لئے چیلنج کا طریقہ استعمال کیا۔

۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء کو کراچی کے آل انڈیا مسلم لیگ کے آخری دن قائداعظم نے تقریر کرتے ہوئے یوں فرمایا :

"وہ کون سا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں ؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے ؟ وہ رشتہ ، وہ چٹان ، وہ لنگر ، قرآنِ مجید ہے مجھے یقین ہے کہ جیسے جیسے ہم آگے بڑھتے جائیں گے ، مزید اتحاد پیدا ہوتا جائے گا ۔ ایک خدا ، ایک کتاب ، ایک رسول اور ایک قوم !" (لگاتار تالیاں)

(سپیچز اینڈ رائیٹنگز آف مسٹر جناح مرتبہ جلیل الدین احمد ۔ ج ۱ ، ص ۵۹۶)

ہم ممبرانِ اسمبلی سے اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے التجا کرتے ہیں کہ قرآن کو فوراً آئین کی پہلی شق قرار دے دو ۔ اللہ کی کتاب کو مستقل اور بنیادی آئین کی حیثیت سے تسلیم کر لو ۔ اللہ کی زمین پر اللہ ہی کا قانون رائج کرو ۔ قرآن کو ایک سال یا پانچ سال کے لئے معطل کرنے اور قرآنی احکام پر چند سالوں کے لئے عمل درآمد روکنے کا خیالِ باطل دل سے نکال دو ۔ آخر قرآنی احکام کو معطل کرنے یا ان پر عمل درآمد روکنے کا حق آپ کو کس نے دیا ہے ؟ یہ تو کھلم کھلا نبوتِ محمدیؐ سے انکار کے مترادف ہے ۔ آئین میں یہ بات واضح کر دی جائے کہ جو قانون یا جو شق بھی قرآن و سنت کے خلاف ہوگی ، وہ خود بخود معطل اور غیر قانونی ہوگی ۔ للہ قرآن کو معطل مت کرو بلکہ انسانوں کے وضع

لہ جسدِ واحد والی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہے ۔ یہ حدیث بخاری ، مؤطا ، مسلم میں روایت کی گئی ہے ، مسند احمد وغیرہ میں کثیر طرق سے مروی ہے اور اصولِ حدیث کے مطابق متواتر "مثل المؤمنین فی توادھم و تراحمھم و تعاطفھم مثل الجسد ۔ ۔ ۔ الخ"

کئے ہوئے قوانین و احکام کو معطل کر دو۔ پاکستان قائم کرنے والے مسلمان اور قائد اعظم کے سپاہی آگے بڑھیں اور بابائے قوم کی بے چین روح کو سکون بخشیں ع

دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

۱۹ر مارچ ۱۹۴۴ء کو پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس میں، جس میں کہ راقم الحروف بھی بطور کارکن شریک تھا، قائد اعظم نے فرمایا:

"THE COMMUNISTS" HE SAID, "THINK WE ARE FOOLS ... THE COMMUNISTS WILL NOT NOW ... SUCCEED IN FOOLING US. HANDS OFF!! I SAY COMMUNISTS. HANDS OFF!!! IF YOU TRY THE SAME GAME IT WILL HIT LIKE A BOOMRING. WE DONOT WANT ANY FLAG EXPECTING LEAGUE FLAG OF CRESCENT AND STAR.

ISLAM IS OUR GUIDE AND COMPLETE -- CODE FOR OUR LIFE. WE DON'T WANT ANY ISMS, SOCIALISM, COMMUNISM ARE NATIONAL SOCIAL ISM."

یعنی قائد اعظم نے فرمایا:

کمیونسٹ ہمیں بے وقوف خیال کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ اب کمیونسٹ ہمیں بیوقوف بنانے میں کامیاب نہ ہوں گے۔ میں کہتا ہوں، دور رہو اے کمیونسٹو! دور رہو! اگر تم نے پھر پرانی چال چلی، تو یہ بوم رنگ کی طرح تم پر الٹ کر گریگی، ہمیں سوائے مسلم لیگ کے چاند تارہ والے جھنڈے کے، کسی دوسرے جھنڈے کی ضرورت نہیں - اسلام ہمارا راہنما اور مکمل نظام حیات ہے - ہمیں کسی لال یا پیلے جھنڈے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی ازم کی، خواہ وہ سوشلزم ہو، کمیونزم یا نیشنل سوشلزم!

(دیکھئے انڈین رجسٹر بحوالہ مشرق ۲۴ر جون ۱۹۷۰ء)

لال جھنڈا:

قائداعظم نے جو لال جھنڈے کی مخالفت کی تو یہ بات بھی حدیث سے ماخوذ ہے۔ شبلی نعمانی سیرت النبیؐ میں جناب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھتے ہیں:

"آپؐ سرخ رنگ ناپسند فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ عبداللہ بن عمرو سرخ کپڑے پہن کر آئے، تو فرمایا کہ یہ کیا لباس ہے، حضرت عبداللہؓ نے جا کر یہ کپڑے آگ میں ڈال دیئے۔ آپؐ نے سنا تو فرمایا کہ جلانے کی ضرورت نہ تھی، کسی عورت کو دے دیئے ہوتے۔"

عرب میں سرخ رنگ کی مٹی ہوتی ہے جس کو مغرہ کہتے ہیں۔ اس سے کپڑے رنگا کرتے تھے۔ یہ رنگ آپکو نہایت ناپسند تھا۔ ایک دفعہ حضرت زینبؓ اس سے کپڑے رنگ رہی تھیں، آپؐ گھر میں آئے اور دیکھ کر واپس تشریف لے گئے حضرت زینبؓ سمجھ گئیں، کپڑے دھوڈالے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ تشریف لائے اور جب دیکھ لیا کہ اس رنگ کی کوئی چیز نہیں، تب گھر میں قدم رکھا۔

ایک دن ایک شخص سرخ پوشاک پہن کر آیا تو آپؐ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

ایک دفعہ صحابہؓ نے سواری کے اونٹوں پر سرخ رنگ کی چادریں ڈال دی تھیں، آپؐ نے فرمایا، میں یہ نہیں دیکھنا چاہتا کہ یہ رنگ تم پر چھا جائے۔ صحابہؓ نہایت تیزی سے دوڑے اور چادریں اتار کر پھینک دیں۔"

(سیرت النبیؐ، جلد دوم ص، ۲۰۶)

شبلی نے یہ احادیث ابو داؤد کتاب اللباس سے لی ہیں۔ اس باب کا نام ہے "باب فی الحمرۃ" یعنی سرخ رنگ کے متعلق باب۔ اصل ابو داؤد کی حدیث میں جو حضرت زینبؓ سے متعلق ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں:

"فغسلت ثیابها ووارت کل حمرۃ"

یعنی حضرت زینبؓ نے کپڑے دھو کر ان کا سرخ رنگ زائل کر دیا اور گھر کی

ہر سرخ رنگ کی چیز چھپا دی۔ دوبارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو گھر میں کوئی سرخ چیز نہ دیکھ کر اندر تشریف لائے۔

حضرت عمران بن حصین رضؓ کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین نصیحتیں فرمائی تھیں، ان میں سے ایک یہ تھی کہ:

"ولا البس المعصفر"

یعنی میں سرخ لباس نہ پہنوں!

(جامع الاصول لابن اثیر، حدیث ۸۲۸۳، اخرجہ ابوداؤد)

ابن اثیر جامع الاصول میں حدیث ۸۲۸۹ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اسکو مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ وہ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے یوں بیان فرمائی: ترجمہ!

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر دو سرخ رنگ کی چادریں دیکھ کر نفرت کا اظہار فرمایا تو میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا میں انہیں دھو ڈالوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ انہیں جلا ڈالو۔"

نسائی کی روایت میں ہے کہ "حضورؐ سرخ لباس کو دیکھ کر غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ ان کو پھینک دو۔ اس پر صحابی مذکور نے سوال کیا کہ کہاں پھینکوں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ آگ میں پھینک دو۔"

صحیح مسلم کی روایت یوں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے فرمایا:

"ان ھذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسھا"

کہ "یہ کپڑے کفار کا لباس ہیں، تم ان کو مت پہنو!"

صحیح مسلم میں یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ اور کئی دیگر طرق سے بھی مروی ہے جن میں سے ایک روایت حضرت علیؓ سے بھی روایت کی گئی ہے جس کی تین مختلف اسناد ہیں۔ غرض اس حدیث کے بیشمار طرق ہیں اور مختلف اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔

حضرت علیؓ کی حدیث مسند احمد میں مروی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

"عن لبس القسی والمعصفر"

علاوہ ازیں مسند احمد میں حضرت علیؓ سے جو احادیث سرخ لباس کے خلاف مروی ہیں، ان کے نمبر یہ ہیں:

۶۱۱، ۷۱۰، ۸۲۹، ۸۳۱، ۹۲۴، ۹۳۹، ۹۶۳، ۱۰۰۴، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴ ۱۱۶۲، ۱۱۶۳۔

غرضکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمرۃ، معصفر اور مغرہ، سرخ رنگ کی تینوں اقسام سے نفرت فرمائی۔

مسند احمد میں جو احادیث عبداللہؓ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہیں اور جن میں سرخ لباس کو مسلم کی احادیث کے مثل، کفار کا لباس قرار دیا ہے، ان کے نمبر ۶۵۱۳، ۶۵۳۶ ہیں۔

امام نووی صحیح مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں کہ امام بیہقی نے اس مسئلہ کو اپنی کتاب معرفۃ السنن میں خوب بیان کیا ہے اور احادیث کے ذریعے سرخ لباس کی عمومی طور سے نفی ثابت کی ہے اور زعفرانی رنگ کی نفی بھی ثابت کی ہے۔

(صحیح مسلم، شرح نووی، ج ۱۴، ص ۵۴، ۵۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سرخ لباس کے استعمال سے منع فرما دیا اور اس کی وجہ بھی بیان فرمادی کہ یہ کفار کا لباس ہے۔

مزدکیوں کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں کے یہ پیش رو بھی اسی سرخ رنگ کو اپنا امتیازی نشان قرار دیتے تھے۔ گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ لباس سے منع فرما کر ہمیں مزدکیوں، کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں سے دور رہنے کی تلقین، آج سے چودہ سو سال قبل ہی بیان فرمادی تھی۔

ویسے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں کفار کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔

پس جب کفار اپنے جھنڈے سرخ بنائیں تو مسلمانوں کو ان کی پیروی میں، اپنے جھنڈے کو سرخ بنانا یا ان کی پیروی اور ان کی محبت یا ان کی نقل کے

طور پر اپنے جھنڈے میں سرخ رنگ کو شامل کرنا احادیث کی رو سے حرام ٹھہرا —— ہمیں حیرت ہے کہ کیا ہم ایسے ہی گئے گذرے ہیں کہ ہماری اپنی کوئی چیز بھی ہمارے لئے باعثِ فخر نہیں رہی اور اغیار کی ہر چیز ہمارے لئے قابلِ رشک ہے جس کی نقالی کرنے کو ہم اپنا فرضِ اولین قرار دیتے ہیں؟

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا مسلمان قوم واقعی اتنی ہی تہی دست اور تہی داماں ہے کہ اس کے پاس اپنے قومی جھنڈے کے لئے اپنا رنگ بھی نہیں ہے؟ —— اگر یہی بات ہے تو ہمیں سوچنا ہوگا کہ مستقبل کے مؤرخ تاریخ کے صفحات پر ہمارے بارے میں کیا لکھیں گے؟ —— ع

ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

فاعتبروا یا اولی الابصار!

(باقی آئندہ - ان شاء اللہ!)